مولانا عبید اللہ عفیف

الاستفتاء

سوال نمبر ۱ :۔ وہ شخص جو حقوق العباد کا قاتل یا تارک ہو اور اس کا بال بال قرض میں پھنسا ہو تو کیا وہ امامت کے قابل ہے۔ اور قرض بھی دنیاوی رنگ رلیوں کے لیے لیا گیا ہو۔؟

سوال نمبر ۲ :۔ وہ شخص جو سات سال تک کسی لڑکی کو قرآن مجید کی تعلیم دیتا رہا ہو اور اس لڑکی کے گھر جب چاہے جاتا رہا ہو اور پھر اسی دوران یہ بھی مشہور ہو جائے کہ اس شخص کی شادی اسی لڑکی کے ساتھ ہونی ہے، بعدازاں مذکور شخص تمام اخلاقی حدود کو پھلانگ کر اسی لڑکی سے شادی بھی کرے تو کیا اس کی امامت میں نماز جائز ہے۔ ؟

سوال نمبر ۳ :۔ اگر کسی امام مسجد سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جائے، اور وہ یہ سمجھ لے کہ مطلوبہ مسئلہ مجھ پر الزام ہے تو پھر وہ امام اس کا جواب دینے کے لیے مسجد میں موجودہ نمازیوں کو ٹھہرنے کے لیے کہے، لیکن جب بات شروع ہونے پر وہ امام مسجد یا خطیب خود اٹھ کر چلا جائے۔ جبکہ نمازی اس مسئلہ پر محو گفتگو ہوں۔ تو کیا وہ امام مسجد اخلاقی مجرم یا تارکِ اخلاق ہے۔ جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر فرما کر میری دلجوئی فرمائیں۔

دلجوئی کا طالب

اعجاز احمد چوہان، چوہان ہاؤس۔ سٹریٹ نمبر ۲ پاکپتن

الجواب بعون الوہاب، منہ الصدق والصواب

بشرط صحت سوال و بشرط صحت کاتب واضح ہو کہ حقوق العباد کی ادائیگی میں

غفلت اور تساہل ایسا کبیرہ گناہ ہے۔ جو کہ شہید فی سبیل اللہ کو بھی معاف نہیں ہوتا جبکہ شریعت کی نگاہوں میں امامت ایک مقدس اور واجب الاحترام عہدہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا۔ کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں نیک لوگوں کا امام بنا، اور حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے۔ اِجْعَلُوْا أَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ أَخْرَجَهُ ۔ ۔ ۔ ۔ ، الدارقطنی صـ۱۹۷ والبیہقی صـ۹۰ ج ۲ قال البیہقی اسناد ضعیف۔ مرعاۃ شرح مشکوٰۃ صـ۱۱۰ ج ۲۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے میں اچھے لوگوں کو اپنا امام بنایا کرو کیونکہ وہ رب تعالیٰ کے حضور تمہاری نمائندگی کرتے ہیں۔

وقد اخرج الحاکم فی ترجمۃ ابی المرثد الغنوی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنْ سَرَّكُمْ اَنْ تُقْبَلَ صَلَاتُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ خِيَارُكُمْ فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ وَيُؤَيِّدُ ذلک حدیث ابن عباس المذکور فی الباب نیل الاوطار بحوالہ فتاویٰ نذیریہ صـ۲۷۹ ج ا طبع دہلی۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی نمازوں کو مقبول دیکھنا پسند کرتے ہو۔ تو تمہارے امام تمہارے نیک لوگ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور وہ تمہارے نمائندے ہیں، لہٰذ معلوم ہوا کہ حقوق العباد کے تارک امام کی اقتداء اچھی نہیں۔

اور جہاں تک امام کے مقروض ہونے کا سوال ہے تو واضح رہے کہ مقروض آدمی تین حال سے خالی نہ ہوگا۔ اوّل یہ کہ مقروض نے یہ قرضہ ادائیگی کی نیت سے جائز ضرورت کے تحت لیا ہوگا۔

دوسرے یہ کہ ضرورت تو جائز ہو مگر بوقت وعدہ یا بوقت استطاعت واپس کرنے کی نیت نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ نہ تو ضرورت ہی جائز ہو اور نہ واپس کرنے کی نیت ہو اور تینوں کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر مقروض امام پہلی حالت میں ہو تو اس صورت میں نہ صرف قرضہ لینا جائز ہے بلکہ اس کی اقتداء میں نماز بھی بلاشبہ جائز ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۲/۲۸۲ ۔ مسلمانو! جب تم ایک مدت مقررہ تک قرضہ کا معاملہ

کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اس آیت کریمہ سے جہاں قرض کا معاملہ جائز ٹھہرا وہاں اس معاملہ کو ضبط تحریر میں لانے کا حکم بھی معلوم ہوا۔ مگر یہ حکم امر ارشاد ہے۔ امر وجوب نہیں۔

چنانچہ تفسیر جمل میں ہے۔ امر ارشاد ای تعلیم ترجع فائدتہ الی منافع الخلق فی دنیاھم فلا یثاب علیہ المکلف الا ان قصدا لامتثال۔ حاشیہ۔۔۔ ۔۔۔۔۔ جلالین ج ۱ ص ۲۴۴ سورہ بقرہ۔

اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خود امام الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم لبا اوقات مقروض ہو جاتے تھے۔ جبکہ امام بھی آپ ہی ہوتے تھے۔ سنن ابی داؤد میں ہے۔

عن محارب قال سمعت جابر بن عبداللہ قال کان لی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دَیْنٌ فَقَضَانِی وَزَادَنِی۔

سنن ابی داؤد ص ۴۷۵ ج ۳ باب فی حسن القضاء۔ جناب محارب بن دثار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ قرض واپس لینا تھا۔ تو میرے مطالبہ پر آپ نے نہ صرف میرا قرضہ واپس کیا۔ بلکہ کچھ مزید بھی عطا فرمایا۔

لہٰذا ان دلائل سے معلوم ہوا کہ ہنگامی طور پر جائز ضرورت کے تحت پیش امام قرض لے سکتا ہے اور ایسے پیش امام کی اقتداء میں نماز جائز ہے۔ بشرطیکہ اس پیش امام میں مقروض ہونے کے علاوہ کوئی اور شرعی مانع موجود نہ ہو۔

اور اگر مقروض پیش امام دوسری حالت میں ہو تو وہ قرض واپس کرنے میں ایچ پیچ اور ٹال مٹول کرنے کی وجہ سے ظلم ایسے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے امامت ایسے واجب الاحترام عہدہ کے قطعاً قابل نہیں۔ جیسا کہ صحیحین، سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مَطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ۔ سنن ابی داؤد ص ۴۷۵ ج ۲ جامع ترمذی ص ۱۶۱ ج ۱ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرض کی ادائیگی میں بلاوجہ ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔